

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد؛

اسلام میں زکاۃ کا نصاب متعین ہے۔ ہر مال پر زکاۃ واجب نہیں ہے، بلکہ جب مال نصاب کو پہنچتا ہو تو زکاۃ فرض کی گئی ہے۔ سونے کا نصاب 85 گرام مقرر ہے، اور چاندی کا 595 گرام ہے۔ اگر کسی آدمی کے پاس 85 گرام سونا (ساڑھے سات تولہ) یا 595 گرام چاندی (ساڑھے باون تولہ) یا اس سے زائد مقدار پورا سال پڑی رہے تو سال گزرنے کے بعد اٹھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ ادا کرے گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كُنْتَ لَكَ مِائَةٌ دِرْهَمٍ وَعَالَ عَلَيْهَا نَحْلٌ فَيَمْنَعُكَ ذَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْهُنَّ فِي الدَّيْبِ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَعَالَ عَلَيْهَا نَحْلٌ فَيَمْنَعُكَ دِينَارًا، فَمَنْ أَدَّى مِائَةَ دِينَارٍ (سنن أبي داود، الزكاة: 1573) (صحیح)

جب تیرے پاس 200 درہم (595 گرام چاندی) ہو، اس پر سال گزر جائے تو اس میں 5 درہم (زکاۃ) ہے، اور تیرے پاس جو سونا ہے اس میں تب زکاۃ واجب ہوگی جب وہ 20 دینار (85 گرام) ہو جائے، جب سونا 20 دینار (85 گرام) ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں آدھا دینار (زکاۃ) ہے، اور جو اس سے زائد ہو اس کی زکاۃ بھی اسی حساب (اٹھائی فیصد) سے دی جائے گی۔

قربانی صاحب حیثیت شخص پر ضروری ہے، یعنی اگر انسان کے پاس اپنے اخراجات اور ذاتی ضروریات سے زائد مال ہو تو اسے قربانی کرنی چاہیے۔ مثلاً: اس کا ماہانہ خرچہ 50 ہزار روپے ہے اور اس کے پاس 50 ہزار سے زائد اتنی رقم ہے جس سے وہ قربانی خرید سکتا ہے تو اسے قربانی کرنی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ كَانَ لَهُ سَنَةٌ، وَلَمْ يُفْضَحْ، فَلَا يَفْرَبُ مِثْلَ مُضَلَّاتِنَا. (سنن ابن ماجہ، الأضاحی: 3123) (صحیح)

جس کے پاس استطاعت ہو پھر وہ قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔ اگر جو سنت فیملی سسٹم ہے تو گھر کا سربراہ قربانی کرے گا، اور وہ تمام گھر والوں کی طرف سے ہو جائے گی۔ سیدنا ابوالباب انصاری رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید قربان پر قربانیاں کیسے ہوتی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

(كَانَ الرَّجُلُ يُفْضِي بِالشَّاةِ عَمَهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْتِيَهُمْ لَهْمٌ وَيَطْعَمُونَ حَتَّى تَبْأَيَّ النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى (سنن الترمذی، الأضاحی: 1505) (صحیح)

ایک آدمی اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا تھا، وہ خود بھی اس میں سے کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے، حتیٰ کہ لوگ اس عمل پر فخر کرنے لگے اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا جو آپ کو نظر آ رہا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے علم ہوتا ہے کہ اگر کسی خاتون کے پاس ایک تولہ سونا ہے تو اس پر زکاۃ واجب نہیں ہے، کیوں کہ یہ نصاب کو نہیں پہنچتا۔ قربانی کے حوالہ سے، اگر خاتون کے گھر کا سربراہ صاحب حیثیت ہے تو وہ قربانی کرے گا اور گھر کے تمام افراد کی طرف سے قربانی ہو جائے گی، اگر خاتون اکیلی رہتی ہے تو استطاعت نہ ہونے کی بنا پر اس پر قربانی لازمی نہیں ہے۔

جو بدیہ اور گنڈ بچے کو ملتے ہیں وہ بچے کی ماں اپنے فائدہ کی رضامندی سے استعمال کر سکتی ہے، کیونکہ بچے کا ولی اور اس کے مال کا نگران اس کا باپ ہے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے، اور میری اولاد بھی ہے لیکن میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَنْتَ وَمَا لَكَ لِأَبِيكَ (سنن ابن ماجہ التجارات: 2291) (صحیح)

تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملکیت ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

01 فضیلہ الشیخ ابو محمد عبدالستار محمد حفظہ اللہ۔

02 فضیلہ الشیخ عبدالخالق حفظہ اللہ۔